قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ حسین منی و انا من الحسین علیہ

سنہ ۱۹۱۶ء

شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین پناہ است حسین

اقتضاءِ عزا

یعنی سلسلہ برکات محرم فنڈ کا ساتواں رسالہ

مؤلفہ

عالیجناب مولوی السید غضنفر علی صاحب رئیس پریانواں

جسکو

سرمایۂ برکات محرم کی انتظامیہ کمیٹی نے ترتیب دیا

سنہ ۱۳۳۵ھ

سر داد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسین
(خواجہ اجمیری)

سید صغیر حسن زیدی الواسطی نے مطبع یوسفی دہلی میں چھپوا کر شائع کیا

تعداد طبع دو ہزار

مطبوعہ یکم نومبر سنہ ۱۹۱۶ء

مقاصد برکات محرّم فنڈ

(۱) مختلف رسالے بحمایت عزاداری امام حسین علیہ السلام مسلمانوں میں مفت تقسیم کرنا؛

(۲) ان اعتراضات کا مہذب طریقے سے دفاع جو عزاداری پر کئے جاتے ہیں؛

(۳) بوقت ضرورت و مصلحت کسی موقت الشیوع رسالہ کا اجرا جو ہر گوشہ ملک کی عزاداری کی پوری کیفیت و دیگر اُمور متعلقہ "برکات محرم فنڈ" شائع کیا کرے؛

ضروری ہدایتیں

(۱) چونکہ ہر منصف مزاج مسلمان سید الشہدا علیہ السلام سے ہمدردی رکھنے پر مجبور و مجبول ہے اس لیئے یہ مسلمانوں کا مشترکہ فنڈ ہے؛

(۲) ہر مسلمان پر اسکی حمایت ایسی ہی لازم ہے جیسے دیگر دینی اُمور کی؛

(۳) ہر وہ مسلمان جو عشرہ محرم میں سید الشہدا کے نام پر خرچ کرتا ہے اسی میں سے اس فنڈ کے لیئے بھی کوئی حصہ تجویز کرے کیونکہ یہ سید الشہدا علیہ السلام کی ایک زبردست اعانت ہے؛

(۴) ہر مسلمان اس کا ممبر ہو سکتا ہے؛

(۵) اس فنڈ میں شرکت کرنے والے حضرات کی تقسیم دو طرح پر ہو گی؛

(الف) ایک عام معاونین جو یکمشت چندہ کسی مقدار میں سالانہ عطا فرمائیں گے؛

(ب) دوسرے وہ حضرات جو ایک روپیہ ماہوار کے حساب سے چندہ عنایت فرمائینگے اور ممبران برکات محرم فنڈ کے نام سے موسوم ہونگے؛

راقم آثم سید صغیر حسن شمس زیدی الواسطی ایڈیٹر اخبار اثنا عشری منصرم برکات محرم فنڈ

وَفَدَیۡنَاہُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡم

واللہ کہ اے حسینؑ کارے کردی

اِلتضاء عزا

47817

فی

نجات و جزا

از تصنیفات جناب مولوی سید غضنفر علی صاحب

در مطبع یوسفی دہلی انطباع یافت





بسم اللہ الرحمن الرحیم



اقتضاء عزا مولوی السید غضنفر علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری خان بہادر شیخ احمد حسین صاحب رئیس پریانواں کی ایک نہایت جلیل المنزلت تالیف کا جدید نام ہے جس میں مختصر مطالب کے بعد جگہ جگہ ایسے عنوان اضافہ کئے گئے جو بعض اشارات خاص سے تعلق رکھتے ہیں چونکہ اس رسالہ کا ماخذ زیادہ تر تاریخ کبیر محمد بن جریر طبری ہے اس لئے تمام قارئین کرام اور ناظرین عظام کا اس امر کو ذہن نشین کر لینا فرض اولین ہوگا کہ جہاں کہیں عربی عبارات یا بعض تاریخی واقعات درج ہیں وہ تاریخ مذکورہ[1] ہی سے اخذ کئے گئے ہیں اور طوالت کی وجہ سے جگہ جگہ حوالہ دینے کو لاحاصل سمجھا گیا ہے ؀

---

[1] نوٹ صفحہ ۳ پر ملاحظہ فرمائیں ؀

یزید کی جانشینی

۱۵ رجب سنہ ۶۰ھ کو معاویہ نے وفات پائی اور اس کا ولیعہد یزید خلیفۂ دمشق
ہوا تو اس جلوس کے متعلق تمام صوبوں کے حاکموں کے نام اطلاعی فرمان جاری
اور اسی سلسلے میں ولید بن عتبہ بن ابی سفیان حاکم مدینہ منورہ کو یہ حکم بھی پہنچا کہ
حسینؑ اور عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر سے فوراً سختی کے ساتھ مواخذہ کرد
ہماری خلافت کو تسلیم کریں اور انکو بغیر اقرار اطاعت رہا نہ کرو چونکہ ولید اور اسکے مشیر
ابن عمر کی طرف سے اطمینان تھا اس لئے صرف حسینؑ اور ابن زبیر کو معاً طلب
گیا حسینؑ اور ابن زبیر مسجد نبویؐ میں تھے کہ عبداللہ بن عمر بن عثمان فرستادہ و
نے طلبی کا حکم سنایا اس سے کہہ دیا گیا کہ چلو ہم آتے ہیں ابن زبیر نے استعجاً
حسین علیہ السلام سے کہا کہ شب کو خلاف معمول ہمیں کیوں بلایا گیا ہے انہوں نے فرما

اریٰ طاغیتہم قد ھلک فبعث الینا لیاخذ بالبیعۃ قبل ان یفشو فی الناس الخبر معا
ہوتا ہے کہ معاویہ نے دنیا سے رحلت کی پس تدبیر یہ ہے کہ خبر مرگ فاش ہونے سے
پہلے ہم سے اطاعت یزید کا عہد لے لیا جائے اب ابن زبیر تو مسجد سے اُٹھکر اپنے
گھر میں آ بیٹھے اور حسین علیہ السلام حسب وعدہ ولید سے جا کر اُسی وقت ملے ول
نے خبر وفات معاویہ اور مضمون فرمان یزید سے آگاہ کیا حسین علیہ السلام نے الفا
تعزیت کے بعد فرمایا کہ شاید تم اس کو اچھا نہ سمجھتے ہو گے کہ شب کے وقت خلوت
میں مجھ سے بعیت لیجائے پس کل دربار میں جب سب کو جمع کرو تو مجھے بھی بُلانا و
نے اسے منظور کیا لیکن مروان نے کہا نہیں پھر ایسا موقع نہ ملے گا یا تو حسینؑ اس

ط۱ تاریخ کبیر کیڈن میں طبع ہو چکی ہے اصل نام اسکا تاریخ الرسل والملوک ہے تاریخ موصوف کی جلد ثانی کے حصہ
اول میں صفحہ ۲۱۶ سے ۳۹۰ تک یعنی ۱۷۴ صفحوں میں واقعہ شہادت حسین علیہ السلام مرقوم ہے ٭ ٭ ٭

بیعت کریں یا قتل کئے جائیں، امام حسین علیہ السلام نے فرمایا او کاذب و آثم تیری یا
کیا مجال ہے جو مجھے قتل کرسکے بنی ہاشم اور موالیان حسینؑ جو اس وقت
ولید کے دروازے پر موجود اور گوش بر آواز تھے تلواریں کھینچ کر اندر داخل ہونا
تھے کہ حسینؑ فوراً باہر نکل آئے اور سب کو ساتھ لے کر مراجعت کی مروان نے ولید
زنش کی کہ کیوں اس موقع کو ہاتھ سے دیدیا ولید نے کہا میں تو ہرگز اسے گوارا نہ
تا کہ حسینؑ کا قاتل بنوں اگرچہ تمام ملک و مال دنیا ہی مجھکو کیوں نہ دیدیا جائے
دھر ابن زبیر صرف ایک جعفر کو ساتھ لیکر شبا شب مدینہ منورہ سے بھاگے اور کسی
رف راہ سے مکہ معظمہ کی طرف راہی ہوئے صبح کو ولید نے ان کے تعاقب میں
وں کو دوڑایا مگر کہیں پتہ نہ لگا ولید کو سارا دن اسی دوا دوش میں گذرا اب
ری رات آئی تو اسے پھر حسینؑ یاد آئے چنانچہ اس نے پھر ان کو طلب کیا لیکن
علیہ السلام نے کہلا بھیجا کہ اب تو رات کا وقت ہے صبح کو ہم اور تم اس معاملے پر
یں گے ولید یہ جواب سن کر خاموش ہو رہا اور حسین علیہ السلام اسی شب یکشنبہ
رجب سنہ ۶۰ ہجری کو اپنے اہل حرم اور بھائی بھتیجوں کو لے کر مکہ معظمہ کی طرف
منہا خائفاً یترقب قال رب نجنی من القوم الظٰلمین پڑھتے ہوئے روانہ ہوگئے اور
بن حنفیہؓ کو صلاح و مشورہ کے بعد مدینہ منورہ ہی میں چھوڑ دیا حسین علیہ السلام کے
ہوں نے رائے دی کہ ابن زبیر کی طرح آپ بھی سیدھا راستہ چھوڑ کر کسی غیر معمولی
سے چلئے تا کہ تعاقب کرنے والے نہ پائیں مگر انہوں نے منظور نہ کیا اور فرمایا

لا أنا رقہ حتی یقضی اللہ ما احب الیہ

ین علیہ السلام کا تعاقب نہیں کیا گیا اور وہ شارع عام پر سفر کرتے ہوئے چلے
یں ایک مقام پر عبد اللہ بن مطیع ملے اور انہوں نے یہ رائے دی کہ کوفہ کا قصد نہ
بلکہ مکہ معظمہ ہی میں قیام کیجئے آپ سید العرب ہیں اہل حجاز آپ کے برابر کسی کو محترم

نہیں سمجھتے آپ کے پاس خود ہر طرف سے اگر اتباع و انصار جمع ہو جائیں گے تاریخ
کچھ مذکور نہیں ہے کہ حسین علیہ السلام نے اس کا عبد اللہ کو کیا جواب دیا۔
مدینہ منورہ میں روانگی سے پہلے حضرت محمد بن حنفیہ نے بھی یہی صلاح دی
اول مکہ معظمہ جائیے اگر وہاں کوئی صورت کامیابی نظر آئے تو فبہا ورنہ پھر پہاڑ
ریگستانوں کی طرف نکل جائیے گا اور وقت کا انتظار کیجئے گا۔

ولید کا تعزل

یزید کو جب یہ معلوم ہوا کہ حسینؓ اور ابن زبیر بغیر بیعت کرنے کے مدینہ سے
نکل گئے اور ولید نے کچھ تدارک نہ کیا تو اس نے برہم ہو کر بجائے ولید عمر بن
حاکم مدینہ مقرر کیا عمر بن سعید ماہ رمضان میں مدینہ منورہ پہنچا اور اس نے سب سے
یہاں جو کام کیا یہ تھا کہ عمر بن زبیر کو شحنۂ شہر مقرر کر کے عبد اللہ بن زبیر کے ہوا
خوب زد و کوب کرایا اس عرصہ میں مکہ معظمہ سے عبد اللہ بن زبیر نے بیعت کے بارے
یزید سے مراسلت کی مگر اس مراسلت کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ یزید نے ابن سعید کو
پر فوج کشی کا حکم بھیجدیا چنانچہ ابن سعید نے سات سو سپاہی جن میں اکثر مو
مدینہ تھے جمع کئے اور ان پر عمر بن زبیر اور انیس بن عمر اسلمی کو افسر مقرر کر کے
مروان اور ابو شریح مانع ہوئے کہ حرمت خانہ کعبہ کو ضائع کرنا اچھا نہیں مگر
تیز جوابوں سے خاموش کر دیا گیا یہ لشکر مکہ معظمہ پہنچ کر مقام ذی طوی اور ا
اُترا اور عمر بن زبیر نے اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر کو پیام بھیجا کہ خلیفہ نے تمہیں ق
قسم کھائی ہے لہذا مناسب ہے کہ از خود حاضر ہو جاؤ اور میں ایک ہلکا سا چاند
طوق تمہارے گلے میں ڈالکر لے چلوں عبد اللہ بحکم ضرورت اس معاملے میں ل
لعل کر رہے تھے کہ عبد اللہ بن صفوان وغیرہ نے لوگوں کو جمع کر کے فوج یز

نگ کی اُنیس قتل اور عمر بن زبیر گرفتار ہوا اور آخر عبداللہ بن زبیر نے عمر کو ان گوں کے عوض جن کو اس نے مدینہ میں زدوکوب کیا تھا اس قدر پٹوایا کہ وہ بھی ر گیا (عجیب اتفاق ہے کہ تنہا عمر بن زبیر نے ہی اپنے بھائی سے مخالفت نہیں ی بلکہ ابن اثیر نے کامل میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن زبیر کے دو فرزند حمزہ اور خبیب ھی ضعیف باپ کو دشمنوں میں گھرا ہوا چھوڑ کر سفاک حجاج بن یوسف کے دامن من میں جا چھپے تھے؛

یزید کی یہ عمدہ تدبیر تھی کہ تمام تشدد اور تنبیہ کا ظاہری رُخ ابن زبیر کی طرف تھا ر مقصود یہ کہ حسین مقتول یا ماخوذ ہوں مگر ان تدبیروں کو حسین علیہ السلام نے بھ لیا چنانچہ مذکور ہے کہ ۸ر ذی الحجہ کو جب وہ بقصد عراق مکہ معظمہ سے نکلے تو فرزدق نے ان سے کہا کہ قریب حج آپ کیوں مکہ معظمہ سے سفر کرتے ہیں اس کے جواب میں سین علیہ السلام نے فرمایا لو لم اعجل لاخذت اگر میں جلد یہاں سے نہ نکلوں تو رفتار ہو جاؤں گا؛

کوفی لایوفی

(خلیفۂ عمر کی مشکلات)

بلاذری نے فتوح البلدان میں کوفہ کا مفصل ذکر کیا ہے ازاں جملہ ملخصًا یہ ہے کہ سرسبز و شاداب سرزمین کوفہ ابتدا میں لشکر اسلام کی ایک بڑی چھاؤنی تھی جسکو سعد ابن ابی وقاص نے سنہ ۱۷ ہجری میں قائم کیا تھا لیکن پھر سال ہی دو سال میں یہاں ستقل آبادی کی بنا پڑ گئی قبائل عرب کے لئے جدا جدا محلے قائم ہوئے اور کوفہ ایک سیع شہر اور حاکم عراق کا دار الحکومت ہو گیا شروع آبادی سے تین برس تک سعد بن بی وقاص حاکم کوفہ رہے پھر اہل کوفہ نے خلیفہ عمر سے ان کی شکایت کی و قالوا انہ

لا یحسن الصلوٰۃ اور کہا کہ ان کو ٹھیک نماز پڑھانا نہیں آتا اس پر خلیفہ عمر نے سعد کو معزول کر دیا سعد اہل کوفہ کی اس حرکت سے اس قدر برہم ہوئے کہ ان کے حق میں یہ بد دعا کی اللّٰھم لا ترض عنھم امیرا ولا ترضھم بامیر خدایا نہ ان سے کبھی کوئی امیر راضی ہو اور نہ یہ کسی امیر سے۔ سعد کے بعد عمار بن یاسر حاکم کوفہ اور عبداللہ بن مسعود منتظم بیت المال مقرر ہوئے مگر عمار کو بھی اہل کوفہ نے پسند نہ کیا اور کہا کہ یہ امور سیاست سے واقف کار نہیں خلیفہ عمر نے عمار کو بھی معزول کیا اور اہل کوفہ سے تنگ آ کر فرمایا۔

من عذیری من اہل الکوفۃ ان استعملت علیھم القوی فجروہ وان ولیت علیھم الضعیف حقروہ۔ کون ہے جو کوفیوں سے میرا عذر خواہ ہو حالت یہ ہے کہ اگر کسی قوی کو ان پر حاکم مقرر کرتا ہوں تو اُسے فاجر بتاتے ہیں اور اگر کسی ضعیف کو ان پر والی مقرر کرتا ہوں تو اسکی تحقیر کرتے ہیں اس وقت خلیفہ عمر نے مغیرہ بن شعبہ کو منتخب کیا اور ان سے کہا کہ اگر میں تم کو حکومت کوفہ دوں تو پھر ایسا تو نہ کرو گے جیسا کہ تم پر عیب[1] لگایا گیا تھا مغیرہ نے کہا کہ نہیں چنانچہ مغیرہ حاکم کوفہ مقرر ہوئے اور خلیفہ عمر کی زندگی بھر وہاں قائم رہے۔

مغیرہ کا تعزّل

کوفے کا شرابی حاکم

ابن اثیر نے کامل میں لکھا ہے کہ خلیفہ عثمان نے مغیرہ کو معزول کر کے پھر سعد بن ابی وقاص کو حکومت کوفہ عطا کی لیکن ایک سال کے اندر ہی یہ واقعہ پیش آیا کہ سعد نے بنام نہاد قرض بیت المال سے ایک رقم کثیر لے لی اور جب عبداللہ

[1] یہ اشارہ ناقابل ذکر واقعہ اُم جمیل کیطرف ہے جسکو قاضی ابن خلکان نے وفیات الاعیان میں بسلسلہ ذکر یزید بن زیاد بن ربیعہ بن مفرغ مفصل لکھا ہے اور عموماً ہر مبسوط تاریخ میں مذکور ہے۔

بن مسعود منتظم بیت المال نے اس رقم کی واپسی کا تقاضا کیا تو سعد کو ناگوار ہوا اور یہاں تک بات بڑھی کہ سعد نے ابن مسعود کو غلام بچہ اور ابن مسعود نے سعد کو تعریضاً حمینہ کا جنا کہا حضرت عثمان کو جب یہ ماجرا معلوم ہوا تو اُنہوں نے سعد کو برخاست کر کے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کو حاکم کوفہ مقرر کیا ولید مسلسل پانچ برس تک والی کوفہ رہا ابوزبید عہد جاہلیت کا مشہور نصرانی شاعر جو بنی تغلب سے علاقہ رکھتا تھا ولید کا مصاحب خاص تھا ولید نے مشہور کیا تھا کہ وہ میری صحبت میں مسلمان ہوگیا ہے مگر درحقیقت ولید کو خود اسکے اثر صحبت سے مے نوشی کا لپکا پڑ گیا تھا پہلے چھپا کر پیتا رہا لیکن جب زیادہ بڑھ گئی تو راز فاش ہوگیا کوفیوں نے دار الخلافہ میں استغاثہ کیا کہ شرابخوار امیر کو یہاں سے ہٹایا جائے چنانچہ ولید معزول ہوا اور اسکی جگہ سعید بن العاص کو ملی۔

بہرکیف سعید نے حتی الوسع درستی نظم ونسق میں سعی کی مگر سوء اتفاق سے ایک روز باتوں باتوں میں سعید کی زبان سے نکل گیا کہ ھذا السواد بستان قریش یہ سرسبز خطہ عراق قریش کا باغیچہ ہے یہ جملہ حاضرین جلسہ کو جن میں بیشتر سرداران عراق تھے ناگوار ہوا اور اشتر نخعی نے برہم ہو کر کہا کہ انزعم ان السواد الذی افاء اللہ علینا باسیافنا بستان لک ولقومک واہ تم یہ زعم کرتے ہو کہ جس سواد پر خدا نے ہماری تلواروں کے زور سے ہمیں قابض کیا وہ تمہارا اور تمہاری قوم کا باغیچہ ہے۔

دار الخلافہ کوفہ کی اِصلاح

کوفہ کے متعلق یہاں تک جس قدر واقعات نقل ہوئے اُن سے اندازہ ہوگا کہ کوفہ بدنظمی اور شورش کا مخزن تھا خلیفہ عثمان تو خود ایک ضعیف العمر خلیفہ تھے خلیفہ عمر بھی اہل کوفہ سے عاجز آگئے تھے اور اس ملک کو مغیرہ کے حوالے کر کے اُنہوں نے اپنی جان بچائی تھی لیکن باوجود اس حالت کے جب امیر المومنین حضرت علی

علیہ السلام کوفہ کو دار الخلافہ قرار دے کر وہاں تشریف فرما ہوئے تو اُن کے فیض مواعظ اور حسن سیاست سے اہل کوفہ کی بہت کچھ اصلاح ہوئی حتیٰ کہ علی علیہ السلام نے جنگ جمل و صفین میں کوفیوں سے خوب کام لیا مگر جس طرح رسول اللہ کا لشکر عبد اللہ ابن اُبی جیسے منافقوں سے خالی نہیں تھا اور انکی وجہ سے بارہا ناگہانی ہزیمتیں اور نقصان آنحضرت کو اُٹھانے پڑے اسیطرح امیر المومنینؑ کا لشکر بھی اس قسم کے احمق شریروں سے خالی نہ تھا چنانچہ یہی احمق گروہ دفعتہً عمرو بن العاص کے دام فریب میں پھنس کر خارجی ہو گیا امیر المومنینؑ کی مدبرانہ قوت نے اگرچہ فوراً اس ضعف کا تدارک کیا اور فتنہ خوارج کو فرو کر کے پھر اہل عراق کو باغیوں کی سرکوبی کے لئے تیار کر لیا مگر افسوس کہ امیر المومنینؑ کے یکایک شہید ہو جانے سے عراق و حجاز میں ایک ہولناک انقلاب وقوع میں آیا اور اسی حالت میں باغیوں نے بعض سرپرست سرداران عراق سے سازش کر کے دار الخلافہ کی طرف فوجیں بڑھا دیں حسن علیہ السلام نے جو فوج اس یورش کے روکنے کو بھیجی اہل سازش نے جھوٹی خبریں اُڑا کر اس فوج میں تفرقہ ڈال دیا بلکہ خاص کیمپ میں ایسی شورش پھیلا دی کہ خود حسن علیہ السلام[۱] زخمی ہوئے اب سوائے صلح کے کوئی چارہ مسلمانوں کی جانبری کا نظر نہ آیا لہذا مجبوراً صلح پر رضامندی ظاہر کیگئی سیوطی نے تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ صلح ان شرطوں پر ہوئی کہ معاویہ اپنے حین حیات حکمرانی کرلے مگر اسکو اہل حجاز و عراق کے ان وظائف کے ضبط کرنے کا مجاز نہ ہوگا جو علی علیہ السلام کے حکم سے مقرر ہوئے ہیں انتہی۔ ابن جریر نے یہ بھی لکھا ہے کہ وقد صالح الحسنؑ معاویۃ علےٰ امان اصحاب علیؑ حیث کانوا یہ بھی شرط صلح تھی کہ شیعیان علیؑ عام اس سے کہ کہیں ہوں انکی امن و

ا؎ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الائمہ میں لکھتے ہیں ولما رای الحسنؑ تفرق الناس عنہ واختلاف اہل العراق علیہ و غدر اہل الکوفۃ بہ رغب فی الصلح وکان معاویۃ قد کتب الیہ فی السر یدعوہ الی الصلح فلم یجبہ ثم اجابہ انتہی

آسایش میں خلل اندازی نہ کیجائے گی ابن عبدالبر نے استیعاب میں لکھا ہے کہ عمرو بن العاص نے معاویہ کو ترغیب دی کہ ان شرطوں پر صلح نہ کرو بلکہ وقت ہے کہ بزور شمشیر سلطنت پر قبضہ کرو مگر معاویہ نے اس رائے کو نہ مانا کیونکہ وہ اس خبر سے خوفزدہ تھے کہ علیؑ چالیس ہزار اہل عراق سے جہاد کیلئے بیعت لے چکے ہیں۔ انتہیٰ۔

نقض عہد

خونریزی کی ابتدا

ملک پر قبضہ پانے کے بعد امیر معاویہ نے شرائط صلح کی خلاف ورزی پر کمر باندھی اور عراق پر یکے بعد دیگرے ایسے حاکم مقرر کئے جنہوں نے تدبیر اور شمشیر کے زور سے پیروان علیؑ کو برباد کرنا شروع کیا چنانچہ خود عبیداللہ بن زیاد نے جبکہ یزید نے اسے حاکم کوفہ مقرر کیا ہانی بن عروہ پر احسان جتایا اور کہا کہ فقال عبیداللہ یا ہانی اما تعلم ان ابی قدم ھذا البلد فلم یترک احداً من ھذہ الشیعۃ الا قتلہ غیر ابیک۔ ہانی! کیا تو نہیں جانتا کہ جب میرا باپ (بعہد معاویہ) حاکم کوفہ ہو کر آیا تو اس نے ان شیعوں میں سے سوا تیرے باپ کے کسی کو قتل کرنے سے نہ چھوڑا۔

یزید کی تخت نشینی

غرضکہ اس طوفان خونریزی نے اکثر جوشیلے اور غریب شیعوں کا خاتمہ کر دیا البتہ وہ شیعہ جانبر ہوئے جن کے قبیلے اور جتھے قوی اور صاحب شوکت تھے یا وہ جنہوں نے بحکم ضرورت دشمنوں سے بمدارا پیش آنا شروع کیا لیکن پھر بھی شیعوں کی تعداد عراق میں ہر جگہ سے زیادہ تھی امیر معاویہ نے جب اپنا پیمانۂ عمر لبریز کر کے ساغر حکومت یزید کو دیا اور مملکت میں ایک تغیر حادث ہوا تو پیروان علیؑ کے

ے کہ غنیمت فرصت سمجھکر کوفہ میں سلیمان بن صرد صحابی رسولؐ کے مکان پر ایک باا ثر
ے کہ جس میں باہمدگر یہ عہد کیا گیا کہ نصرت اہل بیت اطہار میں اپنے جان و مال کو
ے شوخرچ کریں گے چنانچہ باتفاق رائے اہل جلسہ سلیمان بن صرد اور مسیّب بن نجبہ اور
ں شداد اور حبیب بن مظاہرؓ نے ایک عرضی حسین علیہ السلام کی خدمت میں
ں کا خلاصۂ مضمون یہ تھا الحمد للہ کہ آپ کا دشمن جبّار عنید ہلاک ہوا فبعداً
ت ثمود اب آپ ہماری پیشوائی اور رہنمائی کے لئے تشریف لائیے جس
اپ ادھر کا قصد فرمائیں گے ہم حاکم کوفہ کو کوفہ بلکہ حدود عراق سے نکالدینگے
یرکی سے بالکل جدا ہوگئے ہیں اور جمعہ و جماعت کسی میں اسکے ساتھ نہیں
زدیک ہوتے ❊ ❊ ❊

امام علیہ السلام کی خدمت میں عرضیاں

اللہ بن سبیع اور عبداللہ بن وال سفیر و نامہ بر مقرر ہوئے جنہوں نے ۱۰
مضان المبارک کو مکہ معظمہ میں یہ عرضی حسین علیہ السلام کی حضور میں پیش کی اسکے
سلسل عرضیاں پہنچنے لگیں ازانجملہ ۵۳ عرضیاں جن میں سے کوئی ایک شخص
ن سے تھی کوئی دو اور کوئی چار کی طرف سے قیس بن مسہر اور عبدالرحمن
بداللہ اور عمارہ بن عبید کی معرفت وصول ہوئیں اسی سلسلے میں شیث بن
اور حجاز بن ابجر اور یزید بن حارث اور یزید بن رویم اور عزرہ بن قیس اور
بن حجاج اور محمد بن عمیر کی عرضی پہنچی جس میں بکمال فصاحت یہ مقصد ظاہر کیا
ں تھا کہ سب سامان منتظم ہو چکا ہے اور ایک لشکر آراستہ آپ کی نصرت کے لئے
ہے جلد تشریف لائیے سب سے آخر میں ہانی بن ہانی اور سعید بن عبداللہ اہل
کے سفیر پہنچے اور اس مضمون کی عرضی لائے کہ اب آنے میں تاخیر نہ کیجئے

جلد آئیے!! تمام لوگ چشم براہ ہیں اور آپ کے سوا کسی کی امامت پر
رضامند نہیں۔

سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں لکھا ہے کہ بعض عرضیوں میں یہ
ان لم تقبل الینا فانت آثم۔ انتہی۔ یعنی اس حالت میں کہ ہم طالب
نصرت ہیں اگر آپ اعراض کرینگے تو اس کا بارگناہ آپ پر ہے جب یہ
جن کی تعداد ابن اثیر اور سبط ابن جوزی نے ڈیڑھ سو لکھی ہے
کے ملاحظہ سے گذر چکیں اور سفیروں نے زبانی بھی قابل اطمینان
کئے تو اُن سب کے جواب میں حسین علیہ السلام نے ایک خط تحریر
ہانی اور سعید بن عبداللہ کے حوالہ کیا جس کا مضمون یہ تھا:

امام علیہ السلام کا جواب

یہ خط ہے حسینؑ بن علیؑ کی طرف سے جمیع مومنین و مسلمین کے نام۔
سب سے آخر میں ہانی اور سعید تم لوگوں کے خطوط لے کر میرے پاس آئے
تمام سابق و لاحق خطوط میں جو مقاصد مرقوم تھے میں نے ان کو سمجھ
اپنے تمام نامہ و پیام میں ظاہر کیا ہے کہ ہم لوگوں کی ہدایت کے لئے
نہیں تم آؤ تو امید ہے کہ خدا ہم سب کو تمہاری راہ نمائی سے راہ
مسلک حق پر فائز فرمائے لہٰذا میں اپنے برادر عم زاد و معتمد کو بھیجتا ہوں
ان کو میں نے حکم دیا ہے کہ وہ تمہارے حالات و معاملات سے آگاہ
کر کے حقیقت امر سے مجھے مطلع کریں پس اگر انہوں نے مجھے لکھا
و عام باتفاق طالب حق ہوا اور نصرت حق پر آمادہ ہوا اور تم میں جو
فضل ہیں وہ سب تم سے متفق الرائے ہیں جیسا کہ تم اپنے خطوط میں

ستا تعالٰے میں بہت جلد تمہارے پاس پہنچونگا اور نیز واضح رہے کہ امام بس وہی
ن کتاب خدا عمل کرے اور طریق عدل وحق پر قائم ہو اور اپنے نفس کو ہمیشہ
یں یہ حرسول ص کا پابند رکھے۔ والسلام

حضرت مسلمؓ بطور قاصد

ے جو رسول اللہ صلعم نے ہجرت سے پیشتر اہل مدینہ کے ساتھ مصعب بن عمیر کو
نان کے لئے مدینہ منورہ بھیجا تھا اسی طرح حسین علیہ السلام نے مسلمؓ بن عقیل کو
تحریر بمراہ اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ اور عمارہ بن عبید کے ساتھ تصدیق عہد وپیمان
وفہ بھیجا۔

مسلمؓ جب داخل کوفہ ہوئے تو اہل کوفہ نے انکی بہت تعظیم وتکریم کی اور انکو
م نصرت واطاعت کو حاضر ہیں اٹھارہ ہزار اہل کوفہ سے بیعت لینے کے بعد
م مسلمؓ نے تقریباً ۱۱ ذیقعد کو عابس بن شبیب کے ہاتھ حسین علیہ السلام کی
ں یہ خط روانہ کیا۔

حضرت مسلمؓ کی مختصر رپورٹ

اما بعد ہیں کہ پیشرو قافلہ اپنے اہل قافلہ سے جھوٹ نہیں بولتا یہاں کی کیفیت
یہ اس وقت تک اٹھارہ ہزار میرے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں اب مناسب
آپ بہت جلد یہاں تشریف لائیے کیونکہ سب آپکے مطیع فرمان ہیں اور
آل معاویہ سے قطع تعلق کرلیا ہے۔

نعمان بن بشیر کی سازش

اسوقت یزید کی طرف سے نعمان بن بشیر حاکم کوفہ تھا چونکہ اُس نے حضرت
طرف سے اعراض کیا یہ بات ہوا خواہان دولت کو ناگوار ہوئی چنانچہ مسلم
اور عمارہ بن ولید اور عمر بن سعد بن ابی وقاص نے یزید کو لکھا کہ مسلم بن عقیل
جمع کر رہے ہیں اور کوفہ ہاتھ سے جاتا ہے اگر بچانا منظور ہے تو کسی ایسے قوی
جو دشمن کُشی میں تمہارا پورا قائم مقام ہو یزید نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر
سے مشورہ لیا اور پھر اپنے باپ کے میر منشی سرجون رومی کی ہدایت کے
بن زیاد والیٔ بصرہ کو یہ فرمان بھیجا:

یزید کا فرمان عبید اللہ کے نام

ہمارے شیعوں نے کوفہ سے ہمیں اطلاع دی ہے کہ مسلم ابن عقیل رضہ مسلمانوں
ڈالنے کی غرض سے کوفہ میں لشکر جمع کر رہا ہے لہذا تم اس فرمان کو دیکھتے
پہنچو اور نہایت سرگرمی سے پتہ لگا کر اس کو قید کرو قتل کرو یا شہر سے
جب یہ فرمان ابن زیاد کے پاس پہنچا اس نے حکم دیا کہ بہت جلد سامان
کیا جائے کل کوفہ کی طرف کوچ ہوگا عجیب اتفاق ہے کہ اسی شب جس کی
زیاد روانہ کوفہ ہوگا منذر ابن جارود نے حسین علیہ السلام کا ایک خط ابن
جو اسی منذر اور دیگر اشراف بصرہ مالک بن مسمع اور احنف بن قیس اور مسعود
اور قیس بن ہیثم اور عمر بن عبید بن معمر کے نام تھا اور اس کا خلاصہ مضمون
حسین نے اوّل یہ ظاہر فرما کر کہ ہم جانشین و وصی و وارث رسول اللہ ہیں
تھا کہ فرمانروایان عہد نے شرع نبویؐ کو مٹا ڈالا ہے اور بدعتوں کو رواج دیا
میں تم کو کتاب خدا اور سنّت رسولخدا کی طرف دعوت کرتا ہوں اگر تم میری
اور فرمان پذیری پر رضامند ہو جاؤ گے تو تمہیں سبیل رشاد کی طرف ہدایت

حضر بان کیا گیا ہے کہ منذر نے محض اس خوف سے خط دکھا دیا کہ مبادا یہ خط جعلی ہو اور یزید ابن زیاد نے ہم لوگوں کے دلوں کو ٹٹولنے کے لئے یہ مکر کیا ہو

کوفے پر عبیداللہ کی چڑھائی

غرض ابن زیاد نے خط کو دیکھتے ہی اول نامہ بر کو گرفتار کرا کے قتل کیا پھر روسا بصرہ کو جمع کر کے دھمکایا اور شہر کا پورا بندوبست کر کے حشم و خدم کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوا روساء بصرہ میں سے صرف شریک بن الاعور کو اس نے اپنے ہمراہ لیا اور مسلم بن عمر باہلی جو یزید کا فرمان لایا تھا وہ بھی ساتھ ہوا شریک کی نسبت کہا گیا ہے کہ شیعہ علیؑ تھا وہ راہ میں ایک جگہ بیماری کا بہانہ کر کے رک گیا مقصد یہ تھا کہ کسی طرح ابن زیاد بھی رستے میں دو ایک روز ٹھہر جائے اور حسینؑ اس سے پیشتر کوفہ میں جا پہنچیں اس منصوبہ میں شریک کے اور لوگ بھی شریک تھے مگر ابن زیاد نے کسی کے رکنے کی پروا نہ کی اور برابر رواں دواں داخل کوفہ ہوا چونکہ ابن زیاد کا داخلہ شب کے وقت ہوا اور ان دنوں آمد حسین علیہ السلام کی خبر گرم تھی اس لئے لوگوں کو دھوکا ہوا اور ہر طرف سے مرحبا یک یا ابن رسول اللہ کی صدائیں بلند ہونے لگیں نعمان بھی یہ غلغلہ سنکر دار الامارۃ میں بند ہو گیا مگر جب یہ معلوم ہوا کہ ابن زیاد ہے تو قصر کا پھاٹک کھولدیا گیا ابن زیاد اندر داخل ہوا اور اہل کوفہ جو خوش خوش ساتھ دوڑے آئے تھے حیران ہو کر واپس ہوئے صبح کو ابن زیاد نے دار الامارۃ میں عمائد کوفہ اور شیوخ قبائل کو جمع کر کے اول تخویف آمیز باتوں سے ان کے ہوش و حواس پراگندہ کیا پھر ہر ایک کو حکم دیا کہ اپنے اپنے محلہ و قبیلہ میں جس جس کی رائے کو مخالف حکومت پائیں ان کی فہرست پیش کریں ورنہ وظیفے بند اور معافیاں ضبط ہو جائیں گی بلکہ چھپانے والا گو کیسا ہی مقتدر و معزز کیوں نہ ہو قتل کیا جائے گا

اور اس کا گھر بار لوٹ لیا جائے گا کوفیوں میں جو ہوا خواہ بنی اُمیہ تھے اب وہ قوی دل ہو گئے اور ابن زیاد کے سطوت وجبروت کو رونق دینے لگے ابن زیاد نے تنہا تخویف و تہدید ہی سے کام نہیں لیا بلکہ سرداران قبائل کے گھر رشوت سے بھر دیئے اس وقت حضرت مسلمؓ مختار ثقفی کے گھر میں فروکش تھے مگر رنگ بگڑا ہوا دیکھکر ہانیؓ بن عروہؓ کے یہاں آکر مقیم ہوئے اور بدستور یہاں بھی بیش و کم لوگوں کی آمد و شد کا سلسلہ ان کے پاس جاری رہا شریک بن الاعور بھی محلسرائے ہانیؓ میں اترا تھا اتفاق سے وہ علیل ہو گیا ابن زیاد نے اسکی علالت کی خبر سنکر کہلا بھیجا کہ کل میں تمہاری عیادت کو آؤں گا شریکؒ نے حضرت مسلمؓ سے کہا کہ جس وقت ابن زیاد میرے پاس آکر بیٹھے اور میں موقع پاؤں تو پانی مانگوں گا تم فوراً نکل آنا اور اس کا کام تمام کر دینا اس کے بعد بس کوفہ تمہارا ہے اور صحت پاکر تمہارے مدعا کے موافق انتظام بصرہ میں کرونگا اور تمام عراق پر تمہارا قبضہ ہو جائے گا دوسرے روز ابن زیاد آیا اور شریکؒ کے ساتھ باتوں میں مشغول ہو گیا صرف ایک غلام اس کے ساتھ تھا شریکؒ نے عمدہ موقع پاکر پانی مانگا اور پھر دیر تک حضرت مسلمؓ کے نکلنے کا انتظار کر کے ہذیان نما لہجے میں یہ شعر پڑھنا شروع کیا۔

ما تنظرون بسلمی لا تحیوھا ؛ اسقونیھا دان کانت بھانفسی

مگر حضرت مسلمؓ نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی جب ابن زیاد چلا گیا تو شریکؒ نے حضرت مسلمؓ سے پوچھا کہ آپ نے ابن زیاد کو کیوں نہ قتل کیا حضرت مسلمؓ نے کہا دو وجہ سے میں نے اسے چھوڑ دیا ایک تو یہ کہ ہانیؓ نے اپنے گھر میں اسکا قتل ہونا پسند نہ کیا دوسرے یہ کہ لوگ رسول اللہؐ سے یہ حدیث روایت کرتے ہیں کہ "ان الایمان قید الفتک ولا یفتک مومن" کسی کو اچانک مار ڈالنا اہل ایمان کا شیوہ نہیں۔

شریک کی موت

حضرت ہانیؓ کی گرفتاری

شریک نے اس واقعہ کے تیسرے روز اسی مرض میں دنیا سے رحلت کی اور اسی عرصہ میں ابن زیاد کے مکار غلام معقل نے جو کوفہ میں شیعہ بنا ہوا پڑا پھرتا تھا حضرت مسلمؓ کا پتہ لگا لیا ابن زیاد نے اشتیاق ملاقات ظاہر کر کے ہانیؓ کو دارالامارۃ میں بلایا اور فوراً قید کر لیا آپ حضرت مسلمؓ ہانیؓ کو چھڑانے کے لیے نکلے اور قبائل کندہ و مذحج و اسد و تمیم و ہمدان میں سے ایک جماعت کثیرہ کو ساتھ لے کر دارالامارۃ کا محاصرہ کر لیا اس وقت ابن زیاد کو سخت ہراس ہوا کیونکہ اسکے پاس صرف تیس سپاہی اور کچھ غلام تھے علاوہ اُن کے ابن زیاد کی پیش بینی کا نتیجہ تھا کہ بیس معزز شخص شیوخ قبائل میں سے بھی اس وقت دارالامارۃ میں بند تھے ابن زیاد نے انہیں لوگوں سے کام لیا جن شخصوں پر اسے بھروسہ تھا ان کو تو غیر متعارف دروازے سے باہر نکالا کہ لوگوں کو بھڑکا کر مسلمؓ کے پاس سے ہٹائیں اور باقی سرداروں کو حکم دیا کہ کوٹھے پر چڑھکر جماعت مسلمؓ کو سلطان وقت کے عتاب سے ڈرائیں جو لوگ ڈرانے اور دھمکانے کے لئے کوٹھے پر چڑھے تھے ان میں سب سے زیادہ گویا کثیر بن شہاب تھا جس نے بڑے زور شور سے کہنا شروع کیا کہ اے اہل کوفہ جاؤ اپنے اپنے گھروں میں بیٹھو مفت مصیبت میں نہ پڑو اور قتل ہونے سے بچو امیر المومنین یزید کا لشکر سر پر آپہنچا اور امیر ابن زیاد نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم لوگ اسی وقت اپنے اپنے گھروں کو واپس نہ جاؤ گے تو تمہارے وظیفے یک قلم موقوف کر دیئے جائیں گے اور تمہیں بیگار میں پکڑ پکڑ کر اہل شام کی جنگ آزما فوجوں میں بھیجدیا جائیگا اور تم میں سے نافرمانوں کو چُن چُن کر سرتابی کا مزہ چکھایا جائے گا بلکہ حاضر کو غائب کے بدلے اور فرمانبردار کو نافرمان کے عوض تعزیر دیجائے گی:

حضرت مسلم رضؓ کی تنہائی

ایک ضعیفہ کی مردانگی

دوسرے سرداروں نے بھی یکے بعد دیگرے اسی قسم کی نصیحتیں کیں یہ صدائیں گویا بجلیاں تھیں جن کے ہول سے یک بیک لوگ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے اور یہ حالت ہو گئی کہ عورتیں اور مرد آ آکر اپنے بیٹوں اور بھائیوں کے ہاتھ پکڑتے تھے کہ چلو کل شام کا لشکر آپہنچا تو کیا بناسکو گے انجام کار نماز مغرب کے وقت تک حضرت مسلم رضؓ کا تمام لشکر منتشر ہو گیا اور صرف تیس شخص ان کے ساتھ شریک نماز ہوئے بعد ازیں یہ سب بھی چل دیئے اور حضرت مسلم رضؓ تنہا رہ گئے اور پریشان تھے کہ کہاں جائیں مگر ایک ضعیفہ نے جس کا نام طوعہ تھا ان کو اپنے مکان میں شب بسر کرنے کی جگہ دی۔

ابن زیاد کی مکّاری

ادھر ابن زیاد کو خبر ہو گئی کہ میدان صاف ہو گیا چنانچہ وہ اسی وقت قصر سے نکلا اور منادی کرادی کہ تمام شیوخ قبائل اور اہل لشکر اور پاسبان شہر اسیوقت مسجد جامع میں حاضر ہوں اور جب خوب مجمع ہو گیا تو ابن زیاد نے بطور اعلان عام سب کو سنا دیا کہ مسلمؓ باغی ہے جو اسکو پناہ دے گا قتل کیا جائیگا پھر حصین بن نمیر شحنۂ کوفہ کو حکم دیا کہ محلوں کی ناکہ بندی کر کے گھروں کی تلاشی لی جائے اور عمر بن حریث کو فوراً فوج جمع کرنے کا حکم دیا ان احکام پر اسیوقت عملدرآمد کا سلسلہ شروع ہو گیا صبح کو طوعہ کے بیٹے نے ابن زیاد کو خبر دے دی کہ مسلم رضؓ میرے گھر میں ہیں ابن زیاد نے محمد بن اشعث اور عمر بن عبید اللہ بن عباس سلمی کو قبیلہ قیس کے ستر سپاہیوں کے ساتھ حضرت مسلمؓ کی گرفتاری کے لئے بھیجا جب یہ لوگ طوعہ

کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت مسلم تلوار لے کر حجرہ سے نکلے محمد بن اشعث کے سپاہیوں نے ان پر متواتر حملے کئے مگر حضرت مسلمؓ نے ہر مرتبہ ان کو پسپا کیا آخر ابن اشعث گھبرا گیا اور اس نے حضرت مسلمؓ سے صلح و امن کا معاہدہ کر کے انہیں اپنے ساتھ سوار کر لیا لیکن یہ سب فریب تھا اور حضرت مسلمؓ اسی روز ۹ ذی الحجہ ۶۰ھ کو ابن زیاد کے حکم سے شہید کئے گئے بعد ازیں اسیوقت ہانی بن عروہؓ کو بھی شہید کیا اور دونو کے سر مع ایک عرضی کے دربار یزید میں بھیج دیئے گئے۔

قصد عراق

حسین علیہ السلام حضرت مسلمؓ کے اس خط کو جو اوپر نقل کیا گیا ملاحظہ فرما کر عازم عراق ہوئے اور اپنے خیر خواہوں پر ظاہر کیا کہ میرے لئے اس دور میں کوئی جائے امن نہیں ہے لہذا بپاس حرمت حریم کعبہ میں یہاں قتل ہونا گوارا نہ کرونگا۔

اگر ہم محض سیاسی نگاہوں سے اس منظر کو دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ حسین علیہ السلام کا قصد عراق فرمانا حسن تدبیر کا اعلیٰ نمونہ تھا۔

اول یہ کہ زمانہ امیر معاویہ سے اہل کوفہ نے حسین علیہ السلام کی خدمت میں تحریک شروع کی تھی۔

چنانچہ سیوطی تاریخ الخلفا میں لکھتے ہیں کہ واما الحسینؓ فکان اہل الکوفۃ یکتبون الیہ یدعونہ الی الخروج زمن معاویۃ وھو یابی لیکن چونکہ یہ وقت نسل ابی سفیان کے تازہ عروج کا تھا اور عراق پر مغیرہ اور زیاد جیسے حاکم مسلط تھے اس لئے حسین علیہ السلام کو تامل تھا لیکن جب زیاد و مغیرہ و معاویہ و عمرو بن العاص کی موت نے عراق کو پنجہ فولاد سے چھڑایا اور اہل عراق نے عین زمانہ انقلاب یعنی ابتدائی دور حکومت یزید میں نہایت جوش اور وثوق کے ساتھ عہد نصرت و متابعت کیا

اور حضرت مسلم رضؓ کی تصدیق سے اور بھی اعتبار و اعتماد بڑھ گیا تو اب کوئی وجہ تامل باقی نہ رہی

دوسرے یہ کہ اس دور میں صرف اہل عراق ہی کو وہ قوت حاصل تھی کہ سلطنت موجودہ کا مقابلہ کر سکیں اہل عراق بارہا افواج دمشق سے جنگ آزمائیاں کر چکے تھے اور اکثر غالب رہے تھے اہل عراق کی قوت کے بعض شواہد یہ ہیں کہ عہد امیر معاویؓ میں حکم عام تھا کہ علیؓ کا ذکر خیر کسی کی زبان پر نہ آئے چنانچہ اس حکم نے سب کی زبانوں پر قفل لگا دیئے تھے لیکن صرف کوفہ ہی ایک ایسا مقام تھا کہ جہاں مغیرہ حاکم شہر نے چند مرتبہ صعصعہ بن صوحانؓ کو ذکر علیؓ سے روکا مگر اس نے ہرگز نہ مانا اور آخر مجبور ہو کر مغیرہ کو یہ کہنا پڑا کہ خیر عام جلسوں اور مسجدوں میں علیؓ کا ذکر نہ کیا کرو اپنے گھروں اور خاص جلسوں میں تمہیں اختیار ہے۔

مولوی شبلی نعمانی آنجہانی الفاروق میں بسلسلۂ ذکر کوفہ افادہ فرماتے ہیں کہ یہ شہر حضرت عمر ہی کے زمانے میں اس عظمت و شان کو پہنچا کہ حضرت عمر اس کو راس الاسلام فرماتے تھے اور درحقیقت وہ عرب کی طاقت کا اصلی مرکز بن گیا تھا زمانہ مابعد میں اسکی آبادی برابر ترقی کرتی گئی لیکن یہ خصوصیت قائم رہی کہ آباد ہونے والے عموماً عرب کی نسل سے ہوتے تھے۔ انتہیٰ

مصعب بن زبیر اور حجاج بن یوسف کی خونریز تلواروں نے اگرچہ ایک وقت میں کوفہ کو قریب قریب بیجان کر دیا تھا مگر بایں ہمہ کوفہ سے اکثر ہوا خواہان اہلبیتؑ کے شجاعانہ نعروں کی صدائیں بلند ہو جاتی تھیں اور آخر مقدس گروہ بنی ہاشم میں سے سفاح عباسی نے کوفہ ہی میں تخت سلطنت پر جلوس فرمایا اور وہ اہل کوفہ ہی تھے جنھوں نے آل ابی سفیان کے تخت کو الٹ دیا بلکہ بفور جوش انتقام سے خلفائے دمشق کی ہڈیاں تک قبروں سے نکالکر پھونکدیں۔

حضرت مسلمؓ کی خبر شہادت

ذی الحجہ کو حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف سفر کیا اور اثنائے راہ سے یکے بعد دیگرے عبداللہ بن یقطر اور قیس بن مسہر کو اطلاعی خطوط دے کر حضرت مسلمؓ کے پاس بھیجا لیکن ہنوز حسین علیہ السلام منزل ثعلبیہ میں تھے کہ شہادت مسلمؓ کی خبر ملی اسوقت بعض اصحاب نے واپسی کی صلاح دی اور بعض نے کہاکہ مسلمؓ میں اور آپ میں فرق ہے اہل کوفہ آپ کو دیکھکر سب سر اطاعت جھکا دیں گے اور فرزندان عقیل نے باصرار کہاکہ لا واللہ لانبرح حتی ندرک ثارنا او نذوق ماذاق اخونا نہیں واللہ ہم نہ ٹلیں گے جب تک انتقام نہ لیں یا ہم بھی نسل اپنے بھائی کے شہید ہو جائیں حسین علیہ السلام نے فرمایا لاخیر فی العیش بعد ہولاء اُن کے بعد زیست کا مزہ نہیں ؛

ہمراہیوں کو واپسی کی اجازت

منزل زبالہ میں عبداللہ بن یقطرؓ کے شہید ہو جانے کی اطلاع ملی اس پر حسینؑ نے اپنی زبان مبارک سے تو کچھ نہ فرمایا مگر ایک تحریر دی کہ اہل قافلہ کو سُنادی جائے مضمون تحریر یہ تھا کہ مسلمؓ اور ہانیؓ اور عبداللہ بن یقطرؓ شہید کئے گئے اور اہل کوفہ نے کچھ پاس عہد نہ کیا لہذا ہم ہمراہیوں میں سے ہر ایک کو اجازت دیتے ہیں کہ جس کا جی چاہے ہمارے ساتھ رہے اور جس کا جی چاہے لوٹ جائے یہ اعلان سُنکر وہ تمام عرب جو اثنائے راہ سے ساتھ ہو لئے تھے منتشر و متفرق ہو گئے اور صرف وہی اصحاب مخلصین باقی رہگئے جنہوں نے کربلا میں حق اطاعت ادا کیا ؛

دشمنوں پر رحم

حسین علیہ السلام منزل اشراف سے آگے بڑھے تھے کہ لشکر یزید کے ہزار سواروں نے ان کو گھیر لیا حُر بن یزیدؓ ان سواروں پر افسر تھا چونکہ یہ ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اور سواران حرؓ دھوپ اور پیاس کی شدت سے بدحواس تھے اسلئے حسین علیہ السلام نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ پانی کی مشکیں جو ہمراہ ہیں لے جاؤ اور اس لشکر کو سیراب کرو چنانچہ فوراً وہ لوگ دوڑے اور سب کو پانی پلایا حرؓ اور اسکے لشکر نے نماز ظہر و عصر حسین علیہ السلام کے ساتھ پڑھی ۔

دعوت حق

بعد نماز حسین علیہ السلام نے لشکر حرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اما بعد ایہا الناس فانکم ان تتقوا و تعرفوا الحق لاھلہ یکن ارضی اللہ ونحن اھل بیت اولے بولایۃ ھذا الامر علیکم من ھولاء المدعین مالیس لھم والسائرین فیکم بالجور والعدوان وان انتم کرھتمونا وجھلتم حقنا وکان رأیکم غیر ما اتتنی کتبکم وقدمت بہ علی رسلکم انصرفت عنکم ۔

ترجمہ :- ایہا الناس خوشنودی خدا اس میں ہے کہ پرہیزگاری اختیار کرو اور اہل حق کو پہچانو ہم اہل بیتِ رسالت ہیں اور خلافت و امامت ہمارا حق ہے نہ ان جھوٹے مدعیوں کا جو تم پر بجور و عدوان حکمراں بنے ہیں لیکن اگر تم ہمیں ناپسند کرتے ہو اور ہمارے حق سے انجان بنتے ہو اور جو تم نے خطوں اور سفیروں کے ذریعہ سے عہد کیا ہے اس کے برخلاف ہوتے ہو تو خیر میں واپس چلا جاؤں ۔

حرؑ کا جواب

حرؑ نے کہا کہ ہم خطوں اور سفیروں کے معاملہ کو نہیں جانتے حسینؑ علیہ السلام نے عقبہ بن سمعان کو حکم دیا اور وہ دو تھیلیاں خطوں سے بھری ہوئی لائے اور حر کے سامنے سب خطوں کو پھیلا دیا حر نے کہا کہ ہم لوگ ان کاتبوں میں نہیں ہیں اور ہم کو حکم ہے کہ آپ کو لے جا کر ابن زیاد کے روبرو پیش کریں حسین علیہ السلام نے فرمایا تمہاری موت اس مقصد سے زیادہ تم سے قریب ہے پس از یں بہت ردّ و قدح کے بعد یہ ٹھہرا کہ ابن زیاد کو لکھا جائے اور جب تک کوئی جواب نہ آئے واپسی کی راہوں کو چھوڑ کر کسی دوسری طرف سفر کیا جائے چنانچہ حسین علیہ السلام نے مقام غدیب سے جو قادسیہ سے ۳۸ میل کے فاصلہ پر ہے وہ راستہ جس پر چلے آرہے تھے چھوڑ دیا؛

منزل ہجائن النعمان میں طرماح اور مجمع بن عبد اللہ ملے جو کوفہ سے آرہے تھے حسین علیہ السلام نے ان سے احوال کوفہ دریافت کیا مجمع نے بیان کیا کہ عموماً سرداران کوفہ کو بڑی بڑی رشوت کی رقمیں دیکر ابن زیاد نے ملالیا ہے اور ان سب نے آپ کے خلاف ایکا کرلیا ہے باقی اہل کوفہ کے دل آپ کی طرف مائل ضرور ہیں مگر اس سے کیا حاصل کل کو انہیں کی تلواریں آپ پر کھنچی ہوں گی یعنے ابن زیاد اور وہ رشوت خوار لوگ ان کو بھڑکا کر یا دباؤ ڈال کر آپ کے مقابلہ پر لے آئیں گے؛

امام مظلومؑ کی اگلی منزل

قصر بنی مقاتل سے آگے کوچ ہوا تو حسین علیہ السلام نے حضرت علی اکبرؑ سے

اپنے ایک خواب کا ذکر کر کے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اب ہمارا وقت شہادت قریب آیا حضرت علی اکبرؑ نے عرض کی جبکہ مسلّم ہے کہ ہم حق پر ہیں تو ہمیں موت کی کچھ پروا نہیں ہم کشادہ دلی سے حق پر جان دیں گے حسین علیہ السلام نے فرزند سعید کو دعا دی کہ جزاک اللہ من ولد خیر ما جزا ولدا عن والدہ ؛

دوسری منزل

مقام ذی حُسم میں حسین علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے خطاب فرمایا کہ معاملے نے جو صورت اختیار کی وہ تم سب کے پیش نظر ہے دنیا کا رنگ بالکل بدل گیا نیکیاں مفقود ہو گئیں اور کچھ یوں ہی سے آثار خیر باقی ہیں باطل کا دور ہے اور حق پر عمل کرنے والے نہیں رہے اب وہ وقت آگیا کہ اشرار غدار سے کنارہ گزیں ہو کر مومن محق اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرے مجھکو ظالموں کے ساتھ جینا شاق ہے اور موت کو شہادت سمجھتا ہوں اس تقریر کو سُنکر زہیر بن القین رضؓ نے تمام اصحاب کی طرف سے کہا کہ اے فرزند رسولؐ ہم سب نے آپ کا ارشاد سُنا واللہ اگر آپ کی نصرت و رفاقت سے دست بردار ہونے پر تمام دنیا ہمارے لئے باقی رہے اور ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس میں رہنے والے ہوں تو بھی ہم دنیا میں رہنے پر آپ کی معیّت ہی کو اختیار کرینگے ؛

تیسری منزل

ارض نینوا

جب حسین علیہ السلام سرزمین نینوا پر پہنچے تو حرؓ کو ابن زیاد کا ایک حکم پہنچا؛ حر نے مضمون فرمان سے مطلع ہو کر حسین علیہ السلام کو وہیں آبادی اور پانی سے

دُور اُترنے پر مجبور کیا ہر چند کہا گیا کہ قریہ نینوا یا غاضریہ یا شفیہ میں ٹھہریں مگر نہ مانا اور کہا کہ ابن زیاد کا ایلچی تعمیل حکم کی نگرانی کے لیے ساتھ ہے زہیر بن القین رضؓ نے عرض کیا کہ اے فرزند رسولؐ اِن لوگوں سے جنگ آسان ہے اور جو فوجیں آنے والی ہیں ان کا مقابلہ سخت دشوار ہوگا مگر حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنی طرف سے جنگ کی ابتدا نہ کروں گا یہ روز پنجشنبہ اور دوسری تاریخ محرم کی تھی کہ حسین علیہ السلام کربلا میں قیام کرنے پر مجبور کیے گئے،

واقعات دشت کربلا

۲ محرم سے ۶ محرم کی شام تک عمر بن سعد اور ابن زیاد میں کا غذی گھوڑے دوڑتے رہے عمر سعد کے خطوط کا ماحصل یہ تھا کہ حسینؑ واپس جانا چاہتے ہیں اور اگر تجھے کچھ اعتراض نہ ہو تو وہ براہ راست یزید کے پاس جاکر بالمشافہ گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں اس شرط کو ابن زیاد نے بھی تسلیم کر لیا تھا مگر شمر نابنجار نے جھٹ یہ پخ مار دی کہ اگر اس وقت حسینؑ اپنی مصلحت سے بچ کر نکل گئے تو ان کی طاقت کے افسانے اور تمہاری بزدلی کی شرمناک کہانیاں زنانِ عرب کی زبانوں پر رائج الوقت سکوں کی طرح جاری ہو جائیں گی عمر تو حسینؑ سے مل گیا ہے تم ہرگز اسکے فریب میں نہ آنا بس پھر کیا تھا یہ سنتے ہی ابن زیاد نے شمر کے قول کو باور کر لیا اور اسیوقت درشتی کے ساتھ عمر کو جواب لکھا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ بس اب سلسلۂ پیام و کلام ختم کرو اگر حسینؑ چاہیں مطیعانہ میرے دربار میں حاضر ہوں اور مجھے اختیار ہوگا کہ جو چاہوں ان کے حق میں فیصلہ کروں اور اگر ان کو یہ منظور نہ ہو تو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ اور ان کے اصحاب سب قتل کئے جائیں اگر تم سے اس حکم کی تعمیل نہ

ہو سکے تو تم اپنے کو معزول سمجھو اور اپنے عہدے کا چارج شمرؔ کو دے دو شمر یہ فرمان لے کر جب عمرؔ کے پاس پہنچا اور عمر نے اسے پڑھا تو کہا اے شمر خدا تجھ سے سمجھے یہ سب تیری ہی اغوا کا اثر ہے حسینؑ ہرگز اس بات کو منظور نہ کریں گے واللہ حسینؑ کے پہلو میں وہی علیؑ کا دل ہے الغرض اس افسوس کے بعد عمر تعمیل حکم پر آمادہ ہو گیا اور ایک حصہ فوج کا شمر کی ماتحتی میں دے دیا۔

مہماں نواز پر پانی کی بندش

۷ محرم کو حسین علیہ السلام پر پانی بند کیا گیا لیکن اسی روز حضرت عباسؑ تیس سوار اور بیس پیدلوں کو لے کر فرات پر گئے اور بزور مشکیں بھر لائے۔

۹ محرم کو شمر نے حضرت عباسؑ اور جعفرؑ اور عثمانؑ فرزندان علی علیہ السلام کو جو کسی رشتے سے اسکے بھانجے تھے علیحدہ بلایا اور ان سے کہا کہ تمہارے لئے میں نے امیر سے فرمان امان لے لیا ہے یہ سنکر ان امام زادوں نے فرمایا خدا تجھ پر اور تیری امان پر لعنت کرے ہمارے لئے امان ہے اور ابن رسولؐ اللہ کیلئے امان نہیں شمر خفیف ہو کر رہ گیا اسی دن بعد نماز عصر عمر نے اپنے اہل لشکر کو ندا دی کہ یا خیل اللہ ارکبی وابشری چنانچہ فوج آراستہ ہو کر بڑھنی شروع ہوئی۔ یہ حال دیکھ کر حسین علیہ السلام نے حضرت عباسؑ کو عمر کے پاس بھیجا اور ایک شب کی مہلت لی۔

شب بھر کی مہلت

بعد نماز شام حسین علیہ السلام نے اپنے اہلبیت اور اصحاب کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تم سب کے حسن سیرت سے بہت خوش ہوں جزاکم اللہ عنی جمیعًا

خیر اسوقت غلبۂ اعدا ہے اور کل جو ہونا ہے وہ آج ظاہر ہے لہذا میں اجازت دیتا ہوں کہ تم سب اس تاریکی شب میں یہاں سے نکل جاؤ اور زمانہ امن تک متفرق شہروں اور قریوں میں پناہ گزین رہو ان دشمنوں کو صرف مجھ سے سروکار ہے جب وہ مجھے یہاں پائیں گے تو تمہارا کوئی تعاقب نہ کرے گا مگر کسی نے جانا منظور نہ کیا مسلم بن عوسجہؓ اور سعد بن عبداللہ الجعفیؓ اور زہیر بن القینؓ نے نہایت پُر جوش اور بے ہراس لہجوں میں اخلاص و ولا ظاہر کیا اور سب نے باتفاق کہا کہ بخدا ہم آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے اور اپنی جانوں کو آپ پر فدا کریں گے اور اپنی گردنوں اور پیشانیوں اور ہاتھوں کو آپ کے لئے سپر بنائیں گے اور جب قتل ہو جائیں گے تو معلوم ہو گا کہ جو ہم پر فرض تھا وہ ہم نے ادا کیا بعد ازیں حسین علیہ السلام اور اہل بیت و اصحاب حسین علیہ السلام تمام شب نماز و مناجات میں مشغول رہے۔

روز عاشورہ
طرفین میں صف آرائی

۱۰ محرم روز جمعہ کی صبح کو عمر نے رایت فوج اپنے غلام ذوید کو دیا اور میمنہ پر عمر بن حجاج کو اور میسرہ پر شمر کو اور سواروں پر عزرہ کو اور پیادوں پر شیث بن ربعی کو افسر مقرر کر کے میدان میں صف آرائی کی اور ادھر حسین علیہ السلام نے بھی اپنے اہل بیتؑ اور اصحاب کی صفوں کو قائم کیا ان کی کل تعداد بہتر تھی اور یہ چھوٹی سی فوج بڑی سنجیدگی کے ساتھ باقاعدہ آراستہ ہوئی تھی علم لشکر عباس بن علی علیہما السلام کے ہاتھ میں تھا میمنہ پر زہیرؓ تھے اور میسرہ پر حبیبؓ خیمہ ہائے انجرم کے سامنے ان مجاہدوں کی صفیں تھیں اور خیموں

کے پس پشت خندق میں آگ جلا دیگئی تھی تاکہ جنگ ایک سمت سے رہے۔
صفوں کو ترتیب دینے کے بعد حسین علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر بارگاہ الٰہی میں دُعا کی اور پھر ناقے پر سوار ہو کر لشکر عمر کے قریب تشریف لے گئے اور بآواز بلند فرمایا:

اتمام حجّت

ایہا النّاس دیکھو جلدی نہ کرو پہلے میری بات کو سُن لو اور مجھے حق نصیحت ادا کر لینے دو اور میرے معاملے کو خوب سمجھ لو تاکہ پھر کوئی عذر باقی نہ رہے یہ کہہ کر حسین علیہ السلام نے خطبہ شروع کیا اور اس فصاحت و بلاغت سے حمد و نعت کو ادا کیا کہ راوی کہتا ہے وَاللہ ما سمعت متکلما قسط قبلہ ولا بعدہ ابلغ فی منطق منہ۔ پھر فرمایا اے اہل لشکر سمجھو کہ میں کون ہوں میں بنت رسول اللہؐ کا فرزند ہوں اور علیؑ میرے پدر بزرگوار ہیں وہ علیؑ جو رسول اللہ کے برادر عمّ زاد اور وصی اور ایمان لانے والوں میں اول ہیں حمزہؓ سید الشہدا میرے والد کے چچا اور جعفر طیارؓ ذوالجناحین میرے چچا ہیں مشہور و معروف ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ نے مجھے اور میرے بھائی کو سرداران جوانان اہل جنت فرمایا ہے اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا لیکن اگر تم مجھے جھوٹا سمجھو تو جابر اور ابو سعید خدری اور سہل بن سعد اور زید بن ارقم اور انس بن مالک تم میں موجود ہیں ان سے پوچھ لو کہ آیا انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ سے میرے اور میرے بھائی حسنؑ کے حق میں یہ ارشاد سنا ہے یا نہیں اور بعد ازیں مجھے قتل کرنے سے باز رہو اے قوم بخدا ما بین مشرق و مغرب عرب یا غیر عرب میں اب کوئی میرے سوا رسول اللہؐ کا نواسا روئے زمین پر نہیں ہے موذا لک غور کرو

کہ کسی قسم کا جُرم بھی تو مجھپر ثابت نہیں جس کی بنا پر تم مجھے قتل کرنے پر آمادہ ہو اے شیبث اے حجار اے قیس بن اشعث اے یزید بن حارث آیا تم نے مجھے نہیں لکھا کہ جلد آؤ ایک لشکر آراستہ نصرت و اطاعت کے لئے حاضر ہے ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے نہیں لکھا حسین علیہ السلام نے فرمایا سبحان اللہ کیوں نہیں واللہ ضرور تم نے لکھا مگر خیر اب اگر تم رضامند نہیں تو جانے دو اور مجھے چھوڑ دو کہ یہاں سے چلا جاؤں اور سرزمین خدا پر کہیں جائے امن دیکھکر بیٹھ رہوں قیس نے کہا ابن زیاد اور یزید کی اطاعت قبول کر کے چلئے یہ لوگ آپ کے ساتھ بُرا سلوک نہ کریں گے حسین علیہ السلام نے فرمایا کہ قیس! مسلم بن عقیل رضؓ کو بھی تو تم امن دیکر لے گئے تھے پھر ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا واللہ میں ہرگز ذلیل ورغلاموں کی طرح ان کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دوں گا عباد اللہ انّی عذت بربی وربکم ان ترجمون اعوذ بربی وربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب بس یہ کہکر حسین علیہ السلام نے اپنے ناقے کو بٹھا دیا اور اُتر پڑے ؞

حقگوئی کا اثر حُر رضؓ پر

قبل اسکے کہ جنگ شروع ہو۔ ابو الشعثا یزید بن زیادؓ اور حررضؓ لشکر عمر سے نکلکر حسین علیہ السلام کی جماعت میں شامل ہو گئے پھر حررضؓ نے قریب لشکر عمر جاکر اس طرح حق نصیحت ادا کیا اور کہا۔

حُر رضؓ کی تقریر

کہ اے اہل کوفہ محل شرم و عبرت ہے تم نے وعدۂ نصرت و رفاقت کر کے حسینؑ کو بلایا اور اب خود ان پر تلواریں کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور اس دشت میں

ہر طرف سے انہیں گھیر لیا کہ کسی طرف نہیں جا سکتے اور مثل قیدی کے تمہارے ہاتھ میں مجبور ہیں علاوہ اس کے یہ غضب کیا ہے کہ ان پر اور ان کے اہلبیت و اصحاب پر پانی بند کر دیا ہے حالانکہ اس دریائے مواج سے یہود و نصاریٰ و مجوس سیراب ہو رہے ہیں آہ شدت عطش سے آل محمدؐ کا یہ حال ہے کہ گرے پڑتے ہیں اے لوگو تم نے ذریت رسول کے ساتھ بہت ہی برا سلوک کیا!!

تقریر کا جواب تیر

حرؔ کی تقریر ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اُن پر تیر چلنے لگے سب سے پہلے عمر کا تیر چلا اور اس نے تیر لگا کر کہا اشہد وانی اول من رمی! (یعنی وہ ملعون ہے جو سب سے پہلا تیر پھینکتا ہے)

ابتدائے جنگ

۱۰ محرم کو صبح سے جنگ شروع ہوئی اوّل دیر تک سلسلہ مبارزہ قائم رہا مگر جب عمر کو اس میں ناکامیابی ہوئی تو اس نے میمنہ اور میسرہ کے سواروں کو حملہ کرنے کا حکم دیا حسین علیہ السلام کے بتیس سواروں نے جب ان ہزاروں کو بھی پے درپے پراگندہ کیا اور عزرہ بن قیس جو سواروں کا افسر تھا بدحواس ہوا تو عمر نے شیث بن ربعی سے کہا کہ پلٹنوں اور تیر اندازوں کو لے کر بڑھو لیکن شیث ٹال دیا اور کہا کہ مجھ جیسے سردار اور شیخ کو تیر اندازوں کے ساتھ بھیجنا تمہیں شایاں نہیں آخر عمر نے حصین بن نمیر کو اس کام پر متقرر کیا کہ وہ پیادوں کے غول اور پانچ سو تیر اندازوں کو ساتھ لے کر بڑھا ان کمانداروں کی صفوں نے مقابل میں پہنچکر تیر برسانے شروع کئے انصار حسین علیہ السلام نے جہاں تک

ہو سکا اپنے جسموں کو تو بچایا لیکن اپنے گھوڑوں کو نہ بچا سکے اور یک قلم ان کے سب گھوڑے زخموں سے چور ہو کر گر گئے پھر بھی ظہر کے وقت تک شدت کے ساتھ معرکۂ قتال گرم رہا لیکن افسوس کہ حسین علیہ السلام کی جماعت قلیل کی تعداد بتدریج بہت کم ہو گئی تھی اور لشکر عمر کو بوجہ اپنی کثرت کے اپنا نقصان محسوس نہ ہوتا تھا انصار حسین علیہ السلام کے جوش خلوص کا اندازہ واقعات جنگ پر مفصل اطلاع حاصل کرنے سے ہو سکتا ہے ازاں جملہ مسلم بن عوسجہ رض کا ذکر ہے کہ جب پیاپے زخم کھا کر گرے اور حالت نزع میں حبیب ابن مظاہر رض ان کے بالیں پر پہنچے تو مسلم رض نے حسین علیہ السلام کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے ضعیف آواز سے کہا کہ حبیب رض! آنا اوصیک بہذا رحمک اللہ واھوی بیدہ الی الحسین ان تموت دونہ قال افعل ورب الکعبۃ یا خدا تم پر رحمت نازل فرمائے میری تم سے یہ وصیت ہے کہ حسین رض کی رفاقت میں جان دینا، حبیب رض نے کہا برب کعبہ ایسا ہی کروں گا۔

وقت عصر

المختصر وقت عصر تک حسین علیہ السلام کے جب سب اصحاب باوفا اور اقربا شہید ہو گئے تو پلٹنوں نے راس وچپ سے حسین علیہ السلام پر یکبارگی حملہ کیا حسین علیہ السلام نے پہلے ان صفوں کو پراگندہ کیا جو داہنی طرف سے حملہ آور ہوئی تھیں پھر ان پلٹنوں کو درہم و برہم کیا جنہوں نے بائیں جانب سے یورش کی تھی راوی جو اس معرکۂ جنگ کے مشاہدہ کرنے والوں میں سے تھا کہتا ہے کہ میں نے کبھی کسی ایسے مجروح و مغموم و تنہا شخص کو جس کے بیٹے اور عزیز اور اصحاب قتل ہو چکے ہوں حسین رض سے پہلے یا حسین رض کے بعد مثل حسین رض کے دلکو

سنبھالنے والا بنچلا۔ بید ھڑک شجاعانہ پیش قدمی کرنے والا نہیں دیکھا پیادوں کی صفیں جب اُن پر ٹوٹ پڑتی تھیں تو حسینؑ کی دلیرانہ مدافعت سے وہ اسطرح تتر بتر ہو جاتی تھیں جیسے بھیڑوں کا گلہ شیر کے حملے سے منتشر ہو جائے حسینؑ پیادہ پا سواروں سے بھی اس انداز سے لڑتے تھے کہ تیروں کی زد سے اپنے کو بچاتے ہوئے جہاں سواروں کے پروں میں ذرا بھی گنجائش پاتے تھے فوراً اُدھر حملہ کر دیتے تھے اور کہتے جاتے تھے:

دشمنوں کے انجام کی پیشینگوئی

آیا تم میرے قتل پر مجتمع ہوئے ہو خدا کی قسم مجھے قتل کرنے کے بعد تم لوگ بندگان خدا میں سے کسی ایسے شخص کو قتل نہ کرو گے کہ اسکی پاداش میں میرے قتل سے زیادہ مستوجب عذاب ہو میں خدا سے اُمیدوار ہوں کہ وہ تمہیں خوار کر کے میرے اکرام کو ظاہر فرمائے گا اور اس طرح تم سے میرا انتقام لے گا کہ تم ہکا بکا رہجاؤ گے اگر تم نے مجھے قتل کیا تو خدا تمہاری قوتوں کو آپس میں ایکدوسرے سے ٹکرا کر فنا کر دے گا تم میں سخت خونریزیاں ہونگی اور اس تعزیر کے سوا منتقم حقیقی تمہیں عذاب دردناک میں مبتلا کریگا:

دو بچوں کی شہادت حسینؑ کی گود میں

آخر جب حسین علیہ السلام کثرت زخم سے بالکل مضمحل ہو کر قدم اُٹھانے سے مجبور ہوگئے تو اس وقت ان کا ایک خوردسال بھتیجا جوش محبت میں خیمے سے نکلکر انکی طرف لپکا اور مجروح چچا کے پہلو میں آکھڑا ہوا ابجر بن کعب نے تلوار تول کر حسین علیہ السلام پر وار کرنا چاہا بچے نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں کو

چچا کی سپر کیا کاری زخم لگا اور بچہ یا عماہ کہکر حسین علیہ السلام کی طرف گرا حسین علیہ السلام نے اسے اپنے سینہ مجروح سے چمٹا لیا اور فرمایا یا ابن اخی اس مصیبت پر صبر کر اور خدائے کریم سے طالب اجر ہو اللہ تعالےٰ تجھے تیرے آبائے صالحین سے ملائے گا اس صاجزادے سے پہلے حسین علیہ السلام کے ایک فرزند شیر خوار کو بھی لشکر عمر آغوش حسین علیہ السلام میں شہید کر چکا تھا۔

حسینؑ کی تنہائی شمر کی سفاکی

حسین علیہ السلام دیر تک اسی حالت ضعف میں نڈھال کھڑے رہے لشکر عمر میں سے کوئی ان کو شہید کرنے کی جرات نہ کرتا تھا آخر شمر نے لوگوں کو دھمکایا کہ تعمیل حکم امیر میں کیوں دیر لگا رکھی ہے پس لوگ ہر طرف سے جھک پڑے زرعہ بن شریک نے اول دست چپ پر اور پھر دوش اطہر پر تلوار کا وار کیا اس ضرب سے حسین علیہ السلام ناتوانی سے تھر تھرا کر جھکنے لگے اسی حالت میں سنان بن انس نے نیزہ مارا جس کے صدمہ سے آپ سنبھل نہ سکے پس سنان نے خولی اصبحی کو اشارہ کیا کہ سر جدا کر مگر وہ کانپ کر رہ گیا اس پر سنان خود گھوڑے سے اترا اور سر اقدس جسم اطہر سے جدا کیا۔

اٹھارہ بنی فاطمہؑ

حسین علیہ السلام کے ساتھ اس معرکہ میں جوان کے بھائی اور بیٹے اور بھتیجے اور اقربا شہید ہوئے ان کے نام یہ ہیں:۔

(۱) عباسؓ بن علیؑ (۲) جعفرؓ بن علیؑ (۳) عبداللہؓ بن علیؑ (۴) عثمانؓ بن علیؑ (۵) محمدؓ بن علیؑ (۶) علیؓ بن حسینؑ (۷) عبداللہؓ بن حسینؑ (۸) ابوبکرؓ بن حسنؑ (۹) عبداللہؓ بن حسنؑ (۱۰) قاسمؓ بن حسنؑ (۱۱) عونؓ بن عبداللہؓ بن جعفرؓ (۱۲) محمدؓ بن عبداللہؓ بن جعفرؓ (۱۳) جعفرؓ بن عقیلؓ (۱۴) عبدالرحمنؓ بن عقیلؓ (۱۵) عبداللہؓ بن عقیلؓ (۱۶) محمدؓ بن ابی سعیدؓ بن عقیلؓ (۱۷) علی اصغرؓ بن حسین علیہ السلام۔

عمر نے بعد قتل و غارت شب شنبہ کو کربلا میں قیام کیا اور صبح کو حکم دیا کہ فوج کوفہ کی طرف کوچ کرے۔ وحمل معہ بنات الحسینؑ و اخواتہ ومن کان معہ من الصبیان وعلیؑ بن الحسینؑ فیھم وھو مریض۔ اور حسین علیہ السلام کے حرم محترم اور امام زین العابدینؑ اور حسنؑ بن حسنؑ اور عمرؓ بن حسنؑ کو اسیر کر کے ساتھ لیا۔

اسیران ستم کا مکالمہ

یہ سب اسیران ستم مع سرہائے شہدا جن کی تعداد اکہتر تھی ابن زیاد کے روبرو پیش کئے گئے ان میں ۱۳ سر قبیلۂ کندہ نے پیش کئے اور ۲۰ سر ہوازن نے اور ۱۷ سر تمیم نے اور ۶ اسد نے اور ۷ مذحج نے اور ۷ تمام اہل لشکر نے اور سر حسین علیہ السلام خولی اصبحی نے۔

ابن زیاد نے حضرت زینبؑ کی طرف دیکھ کر کہا کہ شکر ہے خدا نے تم کو رسوا اور قتل کیا اور تمہاری بات کو جھٹلایا حضرت زینبؑ نے بکمال وقار فرمایا۔ الحمد للہ الذی اکرمنا بمحمد صلے اللہ علیہ و آلہ و طہرنا تطہیر الا کما تقول انما یفتضح الفاسق و یکذب الفاجر؛

ترجمہ:- سزاوار حمد و شکر ہے وہ معبود جس نے بسبب محمد صلے اللہ علیہ و آلہ ہم کو بزرگی عطا فرمائی اور اس طرح پاک کیا کہ جو پاک کرنے کا حق ہے یہ بات نہیں جو تو کہتا ہے بلکہ فاسق رسوا ہوتا ہے اور فاجر جھٹلایا جاتا ہے؛

بعد ازیں ابن زیاد نے سرہائے شہدا کو کوفے کے بازاروں میں تشہیر کرا کے مع اسیران آل محمدؐ چند افسروں کے ہمراہ دمشق کو روانہ کیا امام زین العابدین علیہ السلام نے طوق و زنجیر میں تمام راہ شام کو نہایت صبر و سکوت کے ساتھ طے کیا اور راستے بھر ابن زیاد کے سپاہیوں سے کچھ کلام نہ کیا؛

انقلاب زمانہ

دربار یزید اور مسلمانوں کے رسولؐ کی عترت

یزید نے اس قافلہ اسارٹی کے ورود کی خبر پاکر دربار شاہانہ ترتیب دیا اور سرداران شام ادائے تہنیت کے لئے طلب ہوئے بعد ازیں بانی اسلام کی آل مع سرون کے دربار میں پیش کی گئی انا للہ و انا الیہ راجعون؛ صواعق محرقہ وغیرہ میں نقل کیا گیا ہے کہ اسوقت ایک مسیحی سفیر قیصر روم بھی شریک دربار تھا اس نے ذریت رسولؐ کا یہ حال دیکھکر بعض اہل دربار سے کہا کہ تم لوگ بے شک باطل پر ہو یعنی ہرگز محمدیؐ نہیں ہو ورنہ ان کی ذریت کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتے؛

علامہ مقریزی خطط میں لکھتے ہیں کہ حسینؑ علیہ السلام کا سر تین روز تک

دمشق میں صلیب پر منظر عام میں رکھا گیا اور پھر سلح خانہ میں بند کیا گیا۔[۱]

حضرت یحییٰؑ اور امام مظلومؑ میں تشبیہ

علامہ ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد الفارسی نے مسالک الممالک کے باب ذکر دمشق میں نقل کیا ہے کہ دمشق میں و علٰے باب جیرون حیث نصب راس یحییٰؑ بن زکریا نصب راس الحسینؑ[۲]۔ باب جیرون پر جس جگہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کا سر کاٹ کر کفار نے نصب کیا تھا اُسی جگہ حسین علیہ السلام کا سر نصب کیا گیا۔

یزید پر خدا کے بدلے عزّت کا خوف

یزید کے پنجۂ ظلم سے اہلبیت کی رہائی کا یہ سامان ہوا کہ اس واقعہ سے یزید نے عموماً ملک میں ناراضی پھیلتی ہوئی محسوس کی پس لامحالہ استمالت کی ضرورت لاحق ہوئی چنانچہ اس نے بعد ان ظلم وجور کے جو مجملاً مذکور ہوئے اہلبیتؑ کے لئے اپنے مکانوں میں سے ایک مکان خالی کرا دیا اور اپنے محل کی عورتوں کو ادائے تعزیت کیلئے بھیجا۔

اہلبیتؑ رسولؐ کی رہائی

اہلبیت تین شبانہ روز عزائے حسین علیہ السلام میں مشغول رہے لیکن چونکہ اب انکا زیادہ دن دار الخلافہ میں رہنا خلاف مصلحت تھا اسلئے یزید نے سامان سفر دیکر نعمان بن بشیر کے ہمراہ سب کو مدینہ منورہ پہنچا دیا حضرت سکینہؑ بنت حسینؑ جب یزید کے اس برتاؤ کو یاد کیا کرتی تھیں تو فرمایا کرتی تھیں ما رایت رجلا کافرا باللہ خیرا من یزید بن معاویہ:۔ ترجمہ:۔ میں نے کوئی کافر یزید بن معاویہ سے اچھا نہیں دیکھا۔

[۱] ج ۲ ص ۳۰۴ مطبوعہ مصر [۲] ص ۹۰ مطبوعہ لندن